

حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

قرآن عظمت

نتائج کی روشنی میں

اسانی عظمت قرآن کی زبان عربی ہے اور تورات کی زبان عبرانی، انجیل کی زبان عبرانی یا سریانی ہے۔ قدرت کے تصرفات عجیب ہیں، جب قدرت الہیہ نے یہ طے کیا کہ انسانیت کی اصلاح کے لئے آخری کتاب عربی زبان میں نازل کی جائے گی۔ اور وہی کتاب انسانیت کے لئے آخری مضابطہ حیات ہوگی۔ اور باقی آسمانی کتابیں اس کی آمد پر منسوخ ہوں گی۔ تو قدرت نے اولاً ان کتابوں کی زبانوں کو ختم کر کے عملی زندگی سے خارج کر دیا۔ اور آج یہود و نصاریٰ کی پوری کوششوں کے باوجود دنیا کے وسیع رقبہ میں ایک صوبہ بلکہ ایک ضلع یا ایک تحصیل بھی ایسی موجود نہیں۔ جہاں کے عوام عبرانی یا سریانی زبان بولتے ہوں۔ حالانکہ تورات، انجیل کے نزول کے زمانے میں یہ دونوں زبانیں ملکی زبانیں تھیں۔ البتہ بعض سکولیوں اور کالجوں میں علم الاسانہ کے تحت ایک مردہ زبان کی شکل میں خال خال ان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن زندگی میں ان زبانوں کا عمل و دخل نہیں۔ بلکہ جو کتابیں فی الحقیقت آسمانی نہ تھیں۔ اور ان کے ماننے والوں نے ان کو آسمانی قرار دیا تھا، ان کو بھی اور ان کی زبانوں کو بھی قدرت کے زبردست ہاتھ نے عبرانی اور سریانی زبان کی طرح دنیا سے ختم کر دیا۔ مثلاً وید جو سنسکرت زبان میں ہیں۔ اور ژند و پارژند جو فارسی زبان میں ہیں۔ یہ دونوں زبانیں آج کسی خطہ زمین میں عوام استعمال نہیں کرتے۔ لیکن قرآن حکیم جو آخری کتاب الہی تھی۔ اسکی عربی زبان جسکی حفاظت کا انتظام بھی نہ تھا۔ کیونکہ وہ ناتوازدہ اور غیر تمدن قوم کی زبان تھی۔ اس کو قرآن کی طرح قدرت نے ہمیشہ باقی رکھنا تھا۔ تو اس کے دائرے کو وسیع کیا۔

نزول قرآن کے زمانہ میں وہ صرف حجاز، یمن، اور نجد میں بولی جاتی تھی۔ اب اس کے علاوہ عراق، شام، فلسطین، لبنان، مصر، سوڈان، طرابلس، الجزائر، مراکش اور ٹیونس میں بولی جاتی ہے۔ اور باقی عالم اسلام انڈونیشیا، ملایا، پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان وغیرہ کے

اہل علم بھی اس کو بولتے اور سمجھتے ہیں۔ یہی اس اہامی کتاب کی زبان ہے جس کو کم از کم بائیس کروڑ انسان بولتے ہیں۔ یہ قرآن کی وہ عظمت ہے، جو دیگر کتب سماویہ کو حاصل نہیں۔ جس کی زبان کے لئے خود قدرت نے میدان صاف کیا۔ بغیر انسانی تدبیر کے اس کو پھیلایا اور دیگر کتب سماویہ کی زبانوں کو تقریباً ختم کیا۔

نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربی مبین۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن روح الامین کے ذریعہ یعنی جبرئیل کے ذریعہ تم پر یعنی تیرے دل پر اتارا تاکہ تم ڈر سناؤ اور نازل شدہ وحی صرف مضمون کی نہیں بلکہ الفاظ کے لباس میں ہے۔ بلسان عربی مبین۔ جو واضح عربی زبان میں ہے۔

ساحر دلی، کاہنوں، اور شاعروں کی طرح چمستان نہیں، اور نہ اصل مقصد پیچیدہ ہے۔ البتہ قانونی و فقہی احکام میں توجہ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ لغتہ بيسرنا القرآن للذكر پند نصیحت کے لئے قرآن آسان کیا ہے۔ استنباط احکام کے لئے فرمایا: لعلہ الذین لیستنبطونہ منهم۔ تو جان لیتے ان احکام کو وہ لوگ جو استنباط کی اہلیت رکھتے ہیں۔

حفاظتی عظمت | انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔ ہم نے قرآن کے الفاظ و معانی کو اتارا ہے۔ اور ہم ضرور اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ دوبار آنا اور دوبار لام لانا گویا چار تاکیدوں سے اس مضمون کو جملہ اسمیہ کے قالب میں موکد کرنا ہے۔ کہ یہ کتاب لفظ و معنوم دونوں کے اعتبار سے محفوظ ہوگی اور محافظ بھی مغفوق نہیں بلکہ خالق کائنات ہے جیسی اس کی قدرت و قوت لا جواب ہے۔ ویسی اسکی حفاظت بھی بے نظیر ہوگی، جس میں کوئی قوت رخنہ نہ ڈال سکے گی۔ قرآن کی حفاظت کا جو موکد وعدہ کیا گیا ہے یہ وعدہ چار امور کی حفاظت کو شامل ہے۔

۱۔ حفاظت الفاظ قرآن
۲۔ حفاظت طرز و تلفظ و لہجہ قرات قرآن
۳۔ قرآن کے مطالب و معانی کی حفاظت
۴۔ قرآن کی عملی شکل کی حفاظت
حمد اللہ حفاظت کی یہ چاروں قسمیں آج تک موجود ہیں۔ اور ان میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا۔ مشنر قین نے حفاظت پر شبہ پیش کیا ہے۔

شبہ نمبر ۱۔ کہ قول ابن مسعود ہے کہ فاتحہ و معوذتین قرآن سے نہیں۔ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ ابن مسعود کی طرف اس قول کا منسوب کرنا صحیح نہیں۔ جیسے نووی نے شرح المہذب میں

لکھا ہے : وما نقل عن ابن مسعود ليس بصحيح - اور ابن خزمہ نے الفتح المعلیٰ میں لکھا ہے :
 هذا كذب على ابن مسعود وانما صح عند قراءة عاصم من زرعه وفيها المعوذتان والفاطمه
 يعني انكار فاطمه اور معوذتین کو ابن مسعود کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے۔ بلکہ ابن مسعود سے صحیح
 قرات جو حضرت عاصم نے حضرت زر کے ذریعہ ان سے نقل کی ہے وہی ہے۔ اور اس میں فاطمہ
 معوذتین موجود ہی ہے۔ دوم اگر یہ قول ثابت مانا جائے، تو ابن الصاع فرماتے ہیں یہ اس وقت
 کی بات ہے کہ ان کا تو اتر معلوم نہ تھا۔ جب ابن مسعود کو یہ تو اتر معلوم ہوا تو رجوع کیا۔ اور دلیل رجوع
 خود ابن مسعود کی قرات ہے۔ جو عاصم نے زر کے ذریعہ ان سے نقل کی ہے۔ سوم۔ جو ابن قتیبہ
 نے مشکلات القرآن میں یہ جواب دیا ہے۔ کہ ابن مسعود فاطمہ اور معوذتین کی قرات کے قائل تھے۔
 کتابت کا انکار کر رہے تھے۔ کہ کتابت محفوظیت کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ تینوں سورتیں
 ہر ایک کو یاد ہیں، لکھنے کی ضرورت نہیں۔ انما لیستامن کتاب اللہ۔ میں کتاب اللہ سے مراد
 مصحف ہے۔ یعنی یہ دونوں فاطمہ اور معوذتین مصحف کا جزء، مکتوب نہ ہونا چاہئے۔

شعبہ نمبر ۲۔ مشترکین نے دوسرا شعبہ حفاظت قرآن پر یہ پیش کیا ہے کہ شیعہ تحریف
 کے قائل ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اسلام کا کوئی فرقہ تحریف کا قائل نہیں۔ عام شیعہ بھی تحریف کے
 منکر ہیں۔ شیخ صدوق رسالہ اعتقادیہ میں لکھتے ہیں : ما بین الدفتین لیس بالکفر من ذلك
 ومن نسب الينا انه اكثر من ذكبي - تفسیر مجمع البیان ابوالقاسم علی بن الحسین الموسوی میں ہے :
 ان القرآن علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ علی ما هو الآن سید رضی شیعہ لکھتے ہیں : ان العلم بصحة القرآن كالعلم
 بالبلدان والوقائع الکبار۔۔۔۔۔ قال نور الله الشورى الشيعي في مصائب النواصب ما نسب الشيعة العامة بوقوع
 التفسير في القرآن ليس مما قال به جمهور الاسلاميه انما قال به شريضة قليلة لا اعتماد بهم۔

ترجمہ : شیخ صدوق صاحب شیعی رسالہ اعتقادیہ میں لکھتے ہیں کہ قرآن کے دونوں جلدوں
 کے درمیان جو کچھ ہے۔ قرآن اس سے زیادہ نہیں۔ اور جس نے ہم شیعوں کو منسوب کیا ہے کہ قرآن
 اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے۔ تفسیر مجمع البیان معتبر شیعہ تفسیر میں ہے کہ قرآن حضور علیہ السلام
 کے زمانہ میں جمع تھا، اسی شکل میں جس میں اس وقت ہے۔ سید رضی شیعہ لکھتے ہیں کہ موجود قرآن
 کے صحیح ہونے کا علم ایسا متواتر اور یقینی ہے۔ جیسے بڑے بڑے شہروں کا وجود اور بڑے بڑے
 واقعات کا ہونا۔ قاضی نذر اللہ شورتی شیعہ مصائب النواصب میں لکھتے ہیں کہ شیعہ امامیہ کی طرف
 جو قرآن کی تفسیر منسوب ہے۔ وہ عام شیعوں کا قول نہیں۔ ایک بہت چھوٹے گروہ کا قول ہے۔

جس کا اعتبار نہیں۔ ان حوالجات سے ظاہر ہوا کہ جمہور شیعہ تحریف نہیں مانتے۔
 شبہ نمبر ۳۔ اختلاف قرات سبعہ کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ اختلاف قرات و منسوخ التلاوت
 مثلاً آیت رجم سے تحریف کا شبہ کرنا بھی غلط ہے کیونکہ تحریف اس کو کہتے ہیں کہ کسی شاہی دستاویز
 میں دوسرا آدمی اپنی طرف سے کوئی لفظ ڈالے یا کوئی لفظ نکال دے۔ لیکن خود متکلم اگر ایسا تصرف
 کرے کہ کسی حکمت کے تحت کسی لفظ کا اضافہ یا ازالہ کرے۔ یہ دنیا کے کسی قانون میں تحریف نہیں۔
 اختلاف قرات اور نسخ تلاوت اسی قسم میں داخل ہیں۔ جو خود متکلم یعنی اللہ رب العالمین کی طرف
 سے ہے نہ غیر کی طرف سے۔

الفاظ کی حفاظت | الفاظ قرآن کی حفاظت کا انتظام تحریری صورت میں کر دیا گیا۔ کہ
 یونس، مراکش، کاشغر، ماسکو، اور ازبکستان بلکہ تمام کرم ارضی کے قرآنی نسخوں میں کوئی فرق اور
 تفاوت نہیں۔ اور حفاظ قرآن کے ذریعہ بھی کر دیا گیا کہ اگر دنیا میں خدا خواستہ قرآن کا کوئی تحریری
 نسخہ باقی نہ رہے۔ تو بھی کوئی اسلامی شہر، تحصیل، ضلع اور قصبہ ایسا نہیں، جہاں قرآن کے حافظ
 موجود نہ ہوں۔ اور مجموعی طور پر ان کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے جو اپنے سینوں سے قرآن
 دوبارہ مرتب کر سکتے ہیں۔ یہ ایک غیبی اور الہی کشف ہے جو حفاظ قرآن کو قرآن سے ہے۔ اگرچہ
 وہ حفاظ ہندوستان، ایران، افغانستان، ملایا، انڈونیشیا کے ہوں جن کی زبان عربی نہیں لیکن
 وہ محنت کر کے قرآن حفظ کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ حکومت سے ان کو اس حفظ کا کوئی صلہ ملتا ہے،
 نہ ہی عام مسلمانوں کی طرف سے کوئی خاص معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اور پھر محنت اتنی سخت کرنا
 پڑتی ہے جس کی حد نہیں۔ پھر یہ محنت سال دو سال کی نہیں۔ حافظ جب تک زندہ رہے گا
 اس کو دور و نزدیک کرنا لازمی ہوگا۔ بتاؤ یہ اگر غیبی کشف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ قرآن کی عظمت کی
 وہ دلیل ہے جو آج تک کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی۔ اسی ذوق اور علاوت اور جذب کا
 نتیجہ ہے کہ سلف میں بہت حضرات ایسے گزرے ہیں جو روزانہ دس ختم قرآن شریف کے
 کرتے تھے۔ بلکہ قسطلانی میں ہے کہ قدس شریف میں اس سے زیادہ ختم کرنے والے کو دیکھا
 گیا۔ اور بعض حضرات نے تین دن میں قرآن حفظ کیا۔ جیسے محمد بن کلبی جس کا ابن خلکان نے اپنی
 تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

طرز تلفظ اور نہج قرات کی حفاظت | نزول قرآن کے زمانے میں جس طرز دلہجہ سے قرآن
 کا تلفظ ہوتا تھا، اس کو قرآن کے ذریعہ محفوظ کیا گیا۔ اور وہی سلسلہ قرات آج تک محفوظ ہے۔

جن صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے قرات حاصل کی۔ اور مابعد زمانے کے قراء کے بالذات یا بالواسطہ شیوخ واساتذہ تسلیم کئے گئے اور ان کا سلسلہ قرات آج تک موجود ہے۔ وہ یہ سات حضرات ہیں۔ عثمان، علی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، عبد اللہ بن مسعود، ابو الدرداء، ابو موسیٰ الاشعری (مناہل القرآن ج ۱ ص ۴)

معنوی حفاظت یعنی مطالب قرآن کی محفوظیت | الفاظ قرآن مطالب و معانی سمجھانے کا ذریعہ ہیں۔ اگر مطالب و معانی قرآن محفوظ نہ ہوں۔ بلکہ مغرب زدہ طبقہ کے خیال کے مطابق ہر زمانہ میں نئے مطالب تراشنے کی گنجائش ہو تو الفاظ قرآن کی حفاظت بے کار ہے۔ جبکہ معنی محفوظ نہ رہے اور الفاظ کا حفظ بے مقصد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معانی کی حفاظت صاحب قرآن کی قلبی و عقلی و تقریری ذرائع سے فرمائی۔ اور صاحب قرآن علیہ السلام نے دیکھ کر کتاب (کہ آپ ان کو مطالب قرآن سکھلا دیں) ولتبین للناس ما نزل الیہم۔ (تاکہ آپ بیان کریں امت کو قرآن کے مطالب جو ان کی طرف نازل ہوا ہے) کے ارشاد الہی کے تحت مطالب قرآن کی تعلیم دی۔ اب مطالب بھی محفوظ ہو گئے اور کسی کو مجال ترمیم و تحریف نہیں کہ قرآن کے مطالب کو بدل سکے۔ یا ان میں ترمیم کر سکے۔

عملی حفاظت قرآن | قرآن کے جن الفاظ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد وغیرہ کے معنی و بات شرعیہ حضور علیہ السلام نے بتلائے ہیں۔ وہ پھر عملاً بھی نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد کا نمونہ کر کے دکھایا دیا، تاکہ قرآنی حفاظت عملی صورت میں موجود ہو کہ ان کی عملی زندگی کا جز بن جائیں اور کسی ملحد کو ان الفاظ کے شرعی معنی و بات کی تحریفات کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

ترصیحی مثال | احکام دین کے مجموعہ کو ایک عمارت سمجھو۔ ہر عمارت کے لئے تین قسم کا وجود لازمی ہے۔ ۱۔ علمی وجود ۲۔ تحریری وجود ۳۔ خارجی وجود۔

اسی طرح اسلام اور دین کا جو نقشہ علم الہی میں تھا وہ اسلام کا علمی وجود ہے۔ پھر اسی نقشہ کو جب کتاب و سنت کی شکل میں مرتب کیا گیا۔ یہ اسلام کا تحریری وجود ہے۔ پھر دورِ اول کے مسلمانوں نے جب اس کے مطابق عمل کیا۔ یہ اس کا وجود خارجی ہے۔ ان سے تابعین نے دیکھ کر سیکھا، ان سے تبع تابعین نے۔ علیٰ ہذا القیاس اسلام کا یہ عملی و خارجی وجود کم و بیش تاریخی تسلسل کے ساتھ عہد نبوت سے آج تک موجود ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔ جیسے ایک انجینئر بلڈنگ کا نقشہ پہلے ذہن میں مقرر کرتا ہے۔ پھر اس کو کاغذ پر بناتا ہے۔ پھر ملبہ منگو کر مستری

اور مزدوروں کے ذریعہ خارجی نقشہ تیار کرتا ہے۔ ان تینوں نقشوں میں مطابقت اور موافقت ضروری ہے۔ ورنہ غلطی ہوگی۔ تو اس طرح اسلام کی ایسی جدید تعبیر یا نقشہ جو اسلام کے تحریری نقشہ اور خارجی نقشہ یعنی اسلام کے تاریخی مسلسل وجود خارجی کے جو خلاف ہو وہ غلط اور ایجاد بندہ ہوگا۔

اس سے اسلام کے اندر ہر تحریک و ترمیم کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام کے قوانین ابدی ہیں۔ جیسے وہ اس سے قبل ہزار بارہ سو سال مختلف اقوام اسلامی اور مختلف ملکوں اور زبانوں کی رہنمائی کے لئے کافی تھے، آج بھی کافی ہیں، اور آئندہ بھی کافی رہیں گے۔ بلکہ زمانہ حاضرہ اسلامی قوانین کا اس سے زیادہ محتاج ہے، جس قدر پہلا دور محتاج تھا۔ یہی قرآن کا وہ کمال اور عظمت ہے۔ جو قبل ازیں کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ انسان اور اس کا قانون جذباتی ہے۔ لیکن قرآن اور تائید الہی فطری اور اعتدالی ہے۔

قرآن کی بلاغی عظمت | قرآن ایک کتاب ہے، جس کو ہم خدا کی کتاب کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہزاروں کتابیں اور بھی موجود ہیں۔ جن کو ہم انسانوں کی کتابیں مانتے ہیں۔ قرآن کو ہم خدا کی طرف اور دیگر کتابوں کو انسان کی طرف کیوں منسوب کرتے ہیں۔ اور اس کا معیار کیا ہے؟ معیار وہی ہے، جس کو روزمرہ کی زندگی میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سائنیکل اور موٹر انسان کے بنائے ہوئے ہیں، اور سورج و چاند خدا کے۔ کیونکہ سورج اور چاند کا بنانا انسانی قدرت سے خارج ہے۔ لیکن سائنیکل اور موٹر ایسا نہیں۔ یہی معاملہ اور معیار بعینہ کتابوں کے متعلق بتا جاسکتا ہے۔ سائنیکل، موٹر، سورج و چاند چاروں تخلیقی کام ہیں۔ اول الذکر دو چیزیں انسانی قدرت کے دائرے میں داخل ہیں۔ اور آخر کی دو چیزیں انسانی قدرت سے خارج ہیں۔ اور خارج ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اب تک انسان سے سورج اور چاند نہ بن سکے۔ اور نہ ہی اس نے کوئی ایسا کارخانہ قائم کیا، کہ جس میں سورج اور چاند بنتے ہوں۔ اس کے باوجود کہ قرآن کا ظہور ایک بنی امی کی زبان سے ہوا، جو نوشت و خواند سے خالی تھے۔ نظم و نشر کہنے والوں میں آپ کا کوئی نام تھا نہ اُن کے ساتھ محبت و محاسن تھی۔ پھر قرآن کا اسلوب بیان ایسا بنا تھا کہ سارے عرب میں اس کا نمونہ موجود نہ تھا۔ اور قرآن جن علوم عالیہ پر مشتمل تھا۔ اُن سے عرب اور غیر عرب سب بالکل محروم تھے۔ اس کے علاوہ عرب میں بے مثال نصیح بلیغ شعراء موجود تھے، جن کو اپنے کمال پر ناز تھا۔ اور قرآن اور صاحب قرآن کے بدترین دشمن تھے، وہ قرآن کے ٹوڑ کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ ان حالات میں قرآن نے

اعلان کیا کہ اس کتاب کی طرح چھوٹی سورت بنا لاؤ۔ اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ تم اور خدا کے سوا اگر تمہارے سارے معبود جمع ہو جائیں، جب بھی ایسا نہ کر سکیں گے۔
اس اعلان نے عینور شعراء پر کیا اثر ڈالا ہو گا۔ لیکن جو ناممکن تھا وہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا۔ اور آج بھی ہزاروں عیسائیوں اور یہودیوں کی مادری زبان عربی ہے، جو لبنان، مصر اور شام وغیرہ میں آباد ہیں۔ اور عربی کی بیسیوں جلدیں اور ڈکشنریاں عربی زبان کی لکھی ہیں۔ وہ قرآن کے دشمن بھی ہیں۔ لیکن ممکن ہے پانچ پر وہ مکان بنا سکیں، لیکن یہ کہ سورہ کوثر کے برابر ایک سطر کی سورت بنالائیں یہ ناممکن ہے۔ جو قرآن کی عظیم الشان بلاغی عظمت کی دلیل ہے جس نے پوری انسانیت سے اپنی عظمت کا لوہا منوایا ہے۔

مشتشرقین یورپ نے فیضی کی تفسیر بے نقط اور ابن امراندی یہودی کی کتاب تاج کو قرآن کے توڑ میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں مصنفوں نے خود یہ دعویٰ نہیں کیا۔ ہم دونوں شبہوں کا جواب لکھتے ہیں فیضی کی تفسیر بے نقط کو بے نظیری میں مثلاً پیش کرنا بے سود ہے۔ خود فیضی اپنی تفسیر کو قرآن کا توڑ نہیں سمجھتا، تو دوسرے کا دعویٰ بے نظیری ایسا ہے کہ مدعی سست اور گواہ چٹ۔ فیضی خود دیباچہ تفسیر مذکور جس کا نام سواطع الالہام ہے، میں لکھتے ہیں :
کلام اللہ الاحد الحامدہ ولاعد لہکارمہ داماء لاساحلہ لہ۔ قرآن کی خوبیوں کی حمد نہیں۔ اور اس کی فضیلتیں بیشمار ہیں۔ وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔

اس کے علاوہ یہ صنعت عرب میں موجود تھی۔ تمام عبارت نقط دار حروف یعنی حروف معجم سے مرکب ہو۔ تمام عبارت مہملہ یعنی بے نقط حروف سے مرکب ہو۔ ایک کلمہ معجم حروف کا ہو ایک مہملہ کا، یہ سب مقامات تحریری وغیرہ میں موجود ہے۔

شبہ ابن امراندی کی تاج کا | باقی ابن امراندی یہودی زندگی جو یہود و نصاریٰ سے رقم نیک اس نے ”التاج والفرد“ لکھا۔ اس کے متعلق ایک اور ملحد ابو العلاء المعری نے لکھا ہے :
لا یصلح تاجہ ان یکون نعلًا۔ ترجمہ اس کی کتاب تاج چلی بننے کے قابل نہیں۔ (مناہل القرآن)

~~~~~ باقی آئندہ ~~~~~

• سادات پھل ہے مال کا۔ اعمال پھل ہیں علم کا۔ خوشنودی خدا پھل ہے اخلاص کا۔

• اس نے خدا کا حق نہیں جانا، جس نے لوگوں کا حق نہیں پہچانا۔  
(حضرت عثمان غنیؓ)